

”میرے حضور ﷺ“ کا فکری و فنی جائزہ

Intellectual and artistic review of “My Prophet SAWW”

Abbas Ali Shah Saqib

M.Phil Urdu Ripah International University Islamabad Faisalabad Campus.

Email: abbasalishah786786@gmail.com

Fozia Hanif

M.A Urdu University of Sargoda.

Email: msfoziahhanif@gmail.com

Muhammad Jafar

M.A Urdu and Iqbalyat Islamia University Bahawalpur.

Email: mjafarsultan1323@gmail.com

Received on: 12-04-2022

Accepted on: 17-05-2023

Abstract

Syed Wajeeh-u-Seema Irfani is a renowned poet of Rawalpindi. He has a splendid and unique naatiya consciousness. His favourite field is naat. In his naat he describes the different aspects of the Seert e Rasool (SAWW) the qualities and the nobility. This article will present thematic dimensions, consideration and sagacity of his poetry.

Keywords: Syed Wajeeh-u-Seema Irfani, Naat, Seert-e-Rasool (SAWW), Poetry

سید محمد وجیہ السیماء ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ بابا عرفانی کی عرفیت سے عوام میں مقبول تھے۔ قلمی نام سید محمد وجیہ السیماء عرفانی تھا۔ عرفانی ان کا تخلص تھا۔ سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ براڈ کاسٹر کی حیثیت سے ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ آفاق، روزنامہ پاکستان ٹائمز، روزنامہ زمیندار اور روزنامہ انصاف جیسے بڑے بڑے اخبارات میں لکھ کر اپنا لوہا منوایا۔ قرآن مجید، فرقان حمید کا اردو ترجمہ کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ اس ترجمے کو ”عرفان القرآن“ کے عنوان:

آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کی کتابوں کے تین مجموعے شائع ہوئے۔ جو بالترتیب درج ذیل ہیں سے معنون کیا گیا ہے۔

میرے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نعتیں (1985ء)

خواجہ ہی خواجہ (مجموعہ مناقب) (1985ء)

حرفِ جمال (مجموعہ غزلیات) (1986ء)

آپ کی ترجمہ شدہ کتابیں بھی دستیاب ہیں۔ جن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

عرفان القرآن (قرآن مجید آسان فہم ترجمہ)

دعائے امام الشداء (امام حسین علیہ السلام کی دعائے عرفہ کا ترجمہ)

ان کے علاوہ آپ کی مزید کتب جو ریور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کی داد و وصول کر رہی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

حی علی الصلوٰۃ (نماز کے مسائل شش کلمات، نماز، نماز جنازہ)

سراپائے جمال (سیرت طیبہ)

گنجینہ صالحین (اولیاء اللہ پر ریڈیو تذاکار کا مجموعہ)

صلی اللہ میرے حضور ﷺ (سیرت طیبہ)

غنچہ شوق (ملفوظات بابا عرفانی)

تماشائے کرم (ملفوظات بابا عرفانی)

گوہر صدف (ملفوظات بابا عرفانی)

حضرت وجیہ السیما عرفانی صاحبِ علم و معرفت، اسکالر، بلند پایہ مقرر، جید عالم دین، ادیب اور شاعر تھے۔ خدائے بزرگ و برتر نے انھیں دانش و بینش اور اپنی معرفت سے نوازا رکھا تھا۔ سلوک کی منزلیں طے کر کے سالک کے مرتبے پر فائز تھے۔

عربی میں نعت کے معنی تعریف و توصیف کے ہیں جب کہ فارسی اور اردو میں نعت کا لفظ تخصیص کے ساتھ آں حضرت ﷺ کی تعریف و توصیف کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نعت گوئی تمام اصنافِ سخن میں سے حسّاس اور نازک تصور کی جاتی ہے۔

نعت لکھتے ہوئے اپنی سوچ پر قرآن مجید کا پہرا لگائے رکھنا فنِ نعت کی معراج ہے۔ قرآن مجید آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور سیرت طیبہ کا مظہر و آئینہ دار ہے۔ اس مبارک کتاب کے علاوہ دیگر کتبِ سماویہ بھی آقائے دو جہاں نبی آخر الزماں ﷺ کی نعت کے مضمون سے مستنیر ہیں۔ اس صنف کا آغاز آل حضرت ﷺ کے حیاتِ مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا۔ اس دور میں نعت گوئی کا نمایاں نام حضرت حسان بن ثابتؓ کا تھا۔ نعت گوئی کا سلسلہ عہدِ صحابہ سے ہنوز اپنی تمام تر فکری و معنوی رعنائیوں کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ نعت مروجہ اصنافِ شاعری (قصیدہ، مثنوی، غزل، رباعی، قطعہ نظم معری، سانیٹ، ہائیکو، دوہے) وغیرہ میں لکھی جاسکتی ہے۔ یہ ہیئت کی محتاج نہیں بلکہ موضوع ہی اس کے خد و خال وضع کرتا ہے۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے قرآن مجید کو آل حضرت ﷺ کا اخلاق قرار دیا ہے۔ نعت گوئی کے محرکات میں ایک بڑا محرک عقیدت و محبت کے اظہار کے ساتھ ساتھ ذریعہٴ ثواب بھی ہے۔ زندگی کو جتنے پہلوؤں سے واسطہ ہے اتنے ہی پہلوئیں قرطاس لا کر نعت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ انتشار و خلفشار کے اس دور میں انسان ذہنی بکھراوٹ اور تناؤ کا شکار ہو چکا ہے۔ خیالات کے ارتباط و انسلاک کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ سائنسی اکتشافات و آسائشات نے زندگیوں کے دھارے بدل دیئے ہیں۔ سماجی رابطوں کی وسعت اور روحانی

رابطوں کا فقدان ہمارا المیہ بھی ہے اور نوحہ بھی۔ اس بڑھتی ہوئی تنہائیوں کے دور میں انسان قدرتی مظاہر اور فطری قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کا خواہاں ہے۔ مٹی ہوئی انسانیت کی اقدار کو پھر سے زندگی بخشنے کے لیے آقائے دو جہاں ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ اظہارِ ذات انسانی جبلت کی بڑی اہم خوبی ہے جو اس کے مشاہدے اور محسوسات میں آتا ہے وہ اس کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے معاملات، دکھ، سکھ، غم و آلام اور خوشی و مسرت کا اظہار کر کے راحت محسوس کرتا ہے۔ اقوام کے مذہبی نظریات و عقائد اس کی ثقافت کا سرچشمہ ہوا کرتے ہیں۔ جمالیاتی تقاضوں کی تشفی کے واسطے داخلی و خارجی دنیا کی تزئین و آرائش لازمی ہے۔ انسان اپنی ذات کی تکمیل کے لیے کامل و اکمل ذات کا نمونہ پیش نظر رکھتا ہے یوں علم و عرفان اور وجدان و گیان کی منزل طے کرتے ہوئے پوری انسانیت کی عظیم ترین ذات کی فضیلت و عظمت کے گن گانا شروع کر دیتا ہے۔ یہی محبت و عقیدت کے اظہار کا طریقہ نعت گوئی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ نعت گوئی محض صنفِ سخن ہی نہیں باعثِ بخشش بھی ہے۔ بطور مسلمان اس کا سُنا، پڑھنا، لکھنا، چھپنا، چھوانا اور ترویج و فروغ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے۔ موجودہ دور میں محض اپنے دواوین، کلیات اور شعری مجموعوں کے آغاز میں نعت کو شامل نہیں کیا جا رہا بلکہ اردو کے بڑے بڑے نام باقاعدہ اہتمام کے ساتھ نعتیہ مجموعوں کی اشاعت کروا رہے ہیں۔ اردو ادب کی موجودہ صدی نعت کی صدی ہے۔ عہدِ حاضر میں نعتِ رسول ﷺ لکھنے والوں میں نمایاں نام محمد وجیہ السیماعرفانی کا ہے۔ ”میرے حضور“ ﷺ سید محمد وجیہ السیماعرفانی کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ چون (54) نعتوں کا یہ مجموعہ صنفی اور ہستی دل کشی کے علاوہ موضوعاتی اعتبار سے بھی اردو ادب میں قابلِ قدر اضافہ ہے۔ فکری اور فنی محاسن اس کتاب کی دلاویزی اور دل کشی کا بین ثبوت ہیں۔ اس نعتیہ مجموعے میں ہیئت کے مختلف تجربات نبھائے گئے ہیں۔ ہاں البتہ غزلیہ ہیئت غالب ہے۔

سید محمد وجیہ السیماعرفانی اللہ تعالیٰ کے کرم پر سپاس گزار ہے کہ اُس کی عطاؤں کو رقم کرنا اُس کے بس کی بات نہیں۔ یقیناً اُس کی عطائیں ان گنت اور بے شمار ہیں جس نے آقائے دو جہاں ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی اُمت میں پیدا ہونا باعثِ شرف، باعثِ عزت و تکریم اور خاص فضلِ الہی ہے۔ جس طرح آقائے دو جہاں تمام انبیاء کرام سے بزرگ و برتر ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی اُمت بھی تمام اُمتوں سے عزتوں کے درجے پر فائز ہے۔ یہ ہماری خوش بختی ہے کہ ہم آقائے دو جہاں کے اُمتی ہیں۔ صد شکر ہزار سجدے لاکھ سلام۔

فکری جائزہ

سید محمد وجیہ السیماعرفانی کے نعتیہ کلام میں شوقِ فراواں، جذبِ دروں، اظہارِ وفور کی شدت اور شادابیِ فکر ہے۔ قادر الکلامی، فکری تنوع اور معنوی جامعیت اپنی تابانیوں اور رعنائیوں سے مستنیر ہے۔ جن میں سے چند فکری موضوعات کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔

عشقِ مصطفیٰ ﷺ

آقائے دو جہاں نبی آخر الزماں ﷺ سے محبت و عقیدت ہر نعت گو شاعر کا سرمایہِ زیست ہے۔ آپ ﷺ سے دلی وارفتگی، نسبت اور عشق ایمان کا لازمی جزو ہے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ آپ ﷺ کی ذات سے محبت ہی ہمارے ایمان کا مرکز و محور ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی کی محبتِ رسول کی شعری مثال ملاحظہ ہو:

انھی کے نام کی تعریف، حمد بے اعداد

انھی کی ذاتِ زمان و مکاں کا ایک مقصود

وجہ تخلیق کائنات

کُتبِ ساویہ بالخصوص قرآن مجید کا بہ نظرِ غائر مطالعہ ہم پر یہ راز آشکار کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس وجہ تخلیق کائنات ہے۔ آپ محبوبیت کے اعلیٰ و ارفع مقام پر براجمان ہیں۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے اپنے نعتیہ کلام میں اس موضوع کو زیبِ قرطاس لا کر نعت کی وجاہت کو صباحت بخشی ہے۔ شعری مثال ملاحظہ ہو:

وہ حاصلِ تسلیم ہیں، وہ مرجعِ صلوات

وہ محورِ امکاں ہیں، وہ مقصودِ زمان ہیں

شریعتِ حقہ

آپ ﷺ اپنی شریعت لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت کے نفاذ سے پہلی شریعتوں کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ آپ خاتم المرسلین اور تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ اب آپ ﷺ کی شریعت ہی نافذ العمل ہے۔ آپ ہی شریعتِ حقا ہیں کیوں کہ آپ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بلکہ حکمِ ربی سے ارشاد فرماتے۔ مشیتِ ایزدی ہی فرمانِ رسول ﷺ اور شریعتِ حقا ہے۔ وجیہ السیماعرفانی اس موضوع کو یوں زینتِ قرطاس بناتے ہیں۔ ان کے ہاں مثال دیکھیے:

سید والا، سرورِ کل

قائدِ نبیاں، فخرِ رُسُل

سجدہٴ شکر! اے راہرواں

راستہٴ اُن کا ختمِ سُبُل

صلی اللہ ، میرے حضور

توصیفِ رحمتہ للعالمین

آج کا انسان آزمائشوں اور کٹھنائیوں سے دوچار ہے اور اسے زندگی کے ان گنت پہلوؤں سے واسطہ ہے۔ اس وسیع و عریض کائنات کے سلسلوں میں اسے کسی ہمدرد، خیر خواہ اور رحیم و کریم کی ضرورت ہے جو اسے صاحبِ منزل کر دے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں رحمت اللعالمین نبی عطا فرما کر زندگہ کو با معنی اور پُر امید بنادیا ہے۔ رحمت اللعالمین کا کاتاج آپ ﷺ کے سر سجا کر اللہ تعالیٰ نے تمام ذی روح سے لے کر تمام مخلوقات کی مایوسی و بے چینی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے رحمت اللعالمین کا موضوع نعت کی زینت بنا کر بے بسوں اور بے کسوں کے لیے اُمید ورجا کی نوید سنائی ہے۔ شعری مثال دیکھیے:

وہ رحمت، رحمتِ عالم بہ عالم

وہ نعمت، نعمتِ کامل، مجسم

اسم محمد ﷺ فضائل و برکات

اسم محمد ﷺ تاثیر اور معنوی جامعیت و کمالات کا پیکر ہے جو کائنات میں اپنے انقلاب انگیز اوصاف سے مملو، شیریں تاثیر اور ذریعہ حصول برکت ہے۔ اس کائنات کے مکرم و محتشم نام آپ ﷺ کو عنایت فرمائے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی کا ورد اور ذکر اللہ رب العزت کے فضل کے در کھول دیتا ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے بڑی عمدگی سے اس موضوع کو شعری رُوپ عطا کیا ہے۔ شعری مثال دیکھیے:

اسم محمد، مایہ جاں

یا محمد، حرفِ رواں

ذکرِ محمد، ورد ہمیش

روح معطر، دلِ شاداں

صلی اللہ ، میرے حضور

وحی الٰہی کلام

آقائے نامدار کی یہ شان ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ وہی کچھ فرماتے ہیں جو ان ﷺ کا رب ان ﷺ کی طرف وحی فرماتا ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ ہر قول مبارکہ وحی الٰہی ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی کا نعتیہ کلام سرکارِ دو عالم کی اس شان کی نمائندگی کرتا ہے۔ ان کے ہاں اس کی شعری مثال دیکھیے:

وحی الٰہی اُن کا کلام

اُن کے لبِ گو یا کو سلام

ان کا سراپا صلی اللہ

راحت و نعمت ان کا نام

صلی اللہ ، میرے حضور

وسیلہ

قرآنِ مجید میں توسل کا مضمون بڑا جامعیت کا حامل ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے آں حضرت ﷺ کے طفیل و تصدق اور وسیلے سے بنی نوع انسان کو اپنے فضل، انعامات اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ یہ زندگی، کائنات، شعائر اور مافیہا آپ ﷺ کے وسیلے ہی سے تو ہیں۔ محمد وجیہ

السیما عرفانی نے وسیلے کے مضمون کو بڑی عقیدتوں سے شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ اُن کے ہاں اس مضمون کی شعری مثال ملاحظہ ہو:

ان کے تصدق، ان کے وسیلے ہر نعمت پھر عام ہوئی ہے
قاسمِ نعم، کثر نوالا، صلی اللہ علیہ وسلم

القابات

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے مثل و بے مثال القابات سے نوازا ہے۔ آپ ﷺ کے اسما اور القابات معنویت کا دلکش گلدستہ ہیں۔ محمد وجیہ السیما عرفانی نے مختلف القابات سے پکار کر رسولِ خدا سے دلی وارفستگی کا اظہار کیا ہے۔ آپ ﷺ کو جس مبارک نام سے بھی پکارا جائے آپ ﷺ اُسی مبارک نام کی شان کے مطابق اپنے اُمّت پر اپنی فضل کی نگاہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا وجود مبارک اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہے۔ عرفانی کے ہاں شعری مثال ملاحظہ ہو:

وہ مدثر، منزل

روحِ امانت کی منزل

وہ یاسین، حرفِ شیریں

وہ طاہا، کوئینِ کا دل

صلی اللہ، میرے حضور

قرآنی موضوعات سے نعت

محمد وجیہ السیما عرفانی نے قرآنی موضوعات کو بھی شعری روپ عطا کیا ہے۔ قرآن دراصل خود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو بیان فرماتا ہے۔ یہ محمد وجیہ السیما عرفانی کی ژرف نگاہی اور قرآن سے گہری رغبت کا ثبوت ہے کہ انھوں نے قرآنی اصطلاحات کو نعت میں سمو دیا ہے۔ قرآن بھی آپ ﷺ کی نعت کے موضوع سے مزین ہے۔ ان کے ہاں شعری مثال ملاحظہ ہو:

قرآن میں بیاں ان کا، کہیں ان کی فضا کا

پڑھ دیکھی ہیں آیات، ہو یاسین، کہ لایلاف

نورِ حق

آں حضرت ﷺ کو خالقِ کائنات نے وہ امتیاز اور وصف عطا فرمایا ہے جو کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آیا۔ معراج کی حقیقت، قابِ قوسین کا فلسفہ، سایہ مبارک کا نہ ہونا آپ کے اعزازات ہیں۔ قرآن مجید میں رسالتِ مصطفیٰ ﷺ کو نور اور لاریب کتاب قرآن کو مبین کے نام سے نوازا گیا ہے۔ آقائے دو جہاں کی نورانیت کا فلسفہ بڑی فکری تراشیدگی سے نعتیہ کلام کی زینت بنایا گیا ہے۔ محمد وجیہ السیما عرفانی کا نعتیہ کلام سوزِ محبت کا علم بردار ہے جس سے نورِ مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کی کرنیں پھوٹی ہیں۔ ان کے ہاں اس کی شعری مثال ملاحظہ ہو:

ماوراء الحرف سے اوحیٰ کا دلآویز جمال

عبدہ نور کی برہان، سراپا برکات

محبوب کائنات

روئے زمین پر ابتدائے آفرینش سے فی زمانہ کوئی ایسی ہستی نہیں آئی جو محبوب کائنات کا مرتبہ حاصل کر سکی ہو۔ یہاں تک کہ تمام کتب سماویہ اور تمام انبیاء و مرسلین کی محبوب ترین ہستی آپ ﷺ کی ذات اقدس مطہرہ و منزہ ہے۔ فرشتوں اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات کے بھی محبوب آپ ﷺ ہیں۔ محمد وجیہ السیماعرفانی کے ہاں اس موضوع کی شعری ہیئت ملاحظہ ہو:

محبوب کائنات رسول کریم ہیں

مطلوب شش جہات رسول کریم ہیں

خاتم النبیین

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر دنیا میں بھیجا۔ یہ اعزاز، سرفرازی، عالی مرتبہ، عظمت و شان والا تاج اس کائنات کی عظیم ترین ہستی کے سر سجایا گیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر کوئی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر عقیدہ ختم نبوت کے عقیدے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اس حساس موضوع کو محمد وجیہ السیماعرفانی نے شعری قالب میں ڈھال کر اپنی فکری بالیدگی کا جواز فراہم کر دیا ہے۔ شعر دیکھیے:

وہ ختم مرسلان کہ ہیں، سردارانِ انبیاء

یکتائے باصفات رسول کریم ہیں

فلسفہ توحید کی تکمیل

اگر کسی کو محبت الہی کا دعویٰ ہو تو آں حضرت ﷺ کی اتباع و پیروی کو اختیار کر لے کیوں اسم محمد ﷺ توحید کی منازل طے کرنے میں مینارہ نور کا کردار ادا کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ تکمیل توحید کا فلسفہ بیان کرتا ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے بڑی فکری عمدگی سے اس موضوع کو سخن کا جامہ پہنایا ہے۔ گہری عقیدتوں پر مبنی شعر دیکھیے:

ان کا نام آیا، تو توحید کی تکمیل ہوئی

لا الہ میں اسی تعلیم کی تعیل ہوئی

شفاعت

محمد وجیہ السیماعرفانی شفاعت کی تمنا دل میں لیے درود و سلام کا گلدستہ بارگاہ نبوت میں پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ حصول ثواب کی غرض سے شعرائے کرام تمام زبانوں میں نعت لکھتے آرہے ہیں۔ محمد وجیہ السیماعرفانی بھی شفاعت کی تمنا دل میں لیے آپ ﷺ کی مدح میں رطب

اللساں ہیں۔ شعرى مثال ملاحظه هو:

تو پیشوائے اولیں تو مقتدائے آخریں
تو ہادی ہر راہرو تو قائدِ راہِ حُدے
اے شافعِ روزِ جزا
الصلوة و السلام

مقامِ محمود

اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے نبی آخر الزماں ﷺ کو ایک نہایت ہی اعزازی اور امتیازی مقام عطا فرمایا ہے۔ یہ آپ ﷺ کا اعزاز ہے کہ حشر کے روز آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر کھڑا کیا جائے گا۔ یوں آپ ﷺ کی عظمت و رفعت آشکار کی جائے گی۔ یہ وہ اعزاز ہے جو فقط آپ ﷺ کو عطا فرمایا گیا ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے مقامِ محمود کو اپنے نعتیہ کلام میں شامل کر کے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حدیہ تبریک پیش کیا ہے۔ شعر دیکھیے:

نور و برہان بھی، منزل و مدثر بھی!

وہ محمد کہ مکان ان کا مقامِ محمود

قاسمِ نعم

آپ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خیرِ کثیرہ عطا فرما کر قاسمِ نعم کے ممتاز ترین مقام سے سرفراز فرمایا دیا ہے۔ قاسمِ نعم کے موضوع کو بھی وجیہ السیماعرفانی نے بڑی فکری چاشنی سے قالبِ شعر میں ڈھالا ہے۔ شعر دیکھیے:

ان کے تصدق، ان کے وسیلے ہر نعمت پھر عام ہوئی ہے
قاسمِ نعم، کثر نوالا، صلی اللہ علیہ وسلم

معراجِ نبی

معراجِ مصطفیٰ ﷺ انسانی تاریخ کا ایسا واقعہ ہے جو انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ تمام انبیاء کرام کو بارگاہِ خداوندی سے معجزات عطا ہوئے تاکہ ان کی حقانیت، بنی نوع انسان پر آشکار ہو سکے کیوں کہ آپ ﷺ سید المرسلین ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام معجزات سے عظیم ترین معجزہ معراج عطا فرمایا۔ یوں امت پہ نئے نئے انکشافات کا درواہا ہوا۔ معراجِ نبی مکرم ﷺ کی شانِ وراورویٰ میں گراں قدر اضافہ ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے معراجِ نبی ﷺ کو شعری رُوپ میں سپردِ قرطاس کر کے فکری اُڑان کا لوہا منوایا ہے۔ شعرى مثال ملاحظه هو:

ہیں یہ خود صاحبِ معراج کے تذکارِ جمیل

ان کے معراج کی یادیں، شبِ معراج کی بات

والی لامکان

سید الانبیاء، شاہ کون و مکاں، مرکز و محورِ زندگانی، جان و جانانِ جاں، نبی آخر الزماں، جانِ روح و رواں، خدا کے رازداں کی ذاتِ پاک ﷺ والی لامکان ہے۔ یہاں تک رب کی ربوبیت ہے وہاں تک نبی ﷺ کی نبوت ہے۔ محمد وجیہ السیما عرفانی نے والی لامکان کے موضوع کو اپنے نعتیہ کلام کی زینت بنایا ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں یوں حدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ شعری مثال دیکھیے:

والی لامکان، سید انس و جان

خواجہ ہر دو عالم شہِ مرسلان

جمع خیر

مولائے کائنات ﷺ رسولِ خیر ہیں۔ ازل سے ابد تک سرورِ جمعِ انام ہیں۔ جمالِ نور کے مرتبے پر فائز متاعِ حاصل منتہا آپ ﷺ کا اعزاز ہے۔ اس پست ترین اور بے وقعت دنیا میں آپ ﷺ اور آپ کا وجود مبارک ہی جمعِ خیر ہے۔ آپ ﷺ کا وجود پاک اول بھی خیر ہے آخر بھی خیر ہے۔ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری بھی خیر ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت بھی خیر ہے۔ آپ ﷺ کا ہر آنے والا دور بھی خیر ہی خیر ہے۔ جس کو جب بھی آپ ﷺ کی سیرت کو اپنا یا وہ دو جہاں میں صاحبِ منزل و صاحبِ مراد ٹھہرا۔ کمالاتِ کیف و عطا، نگاہِ کرم، رحمتِ دو جہاں، صدرِ امکاں اور سیدِ تمکین جمعِ خیر ﷺ کے اعزازات ہیں۔ محمد وجیہ السیما عرفانی نے آپ کو جمعِ خیر کے نام سے مخاطب کر کے آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے زُشحاتِ قلم بڑی معنوی وسعت سے پیش کیے ہیں۔ شعری مثال ملاحظہ ہو:

مقامِ جملہ نعتِ مرقعِ خوبی

جمعِ خیر، قسیمِ عطا، سلامِ علیک

غم و آلام سے نجات کی دعا

وجیہ السیما عرفانی اپنے نعتیہ کلام میں پیارے پیغمبر ﷺ کی بارگاہ میں اپنے معاملاتِ زندگی پیش کرتے ہیں۔ وہ آقائے دو جہاں کو رحمت کا ذریعہ اور باعثِ جو دو کرم گردانتے ہیں۔ عصری مسائل کا ذکر کر کے آج کے دور کے مسلمانوں کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے شعر ملاحظہ ہو:

اے رحمتِ کل، مجھ پے عنایت کی نظر ہو

احوالِ معیشت ہیں کئی طرح سے ناصاف

دُرود و سلام

دُرود و سلام ایسا دوست ہے جو دو جہاں میں ساتھ بھاتا ہے۔ آقا کریم ﷺ کی محبت کو جلا بخشتا ہے۔ دُرود و سلام قبر میں سرکارِ دو عالم کی پہچان کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ یہ باعثِ استراحت اور قلبِ مطمئن کا سامان ہے۔ وجیہ السیماعرفانی نے آپ ﷺ پر دُرود و سلام کا تحفہ بھی بھیجا ہے۔ شعری مثال ملاحظہ ہو:

میرا دُرود حضورِ رسولِ کلِ مَسْئول
مراسلام بہ آں سرورِ جہاں موصول

فنی جائزہ

فکر کو قید کر کے کسی ہیئت، اُسلوب اور قالب میں ڈھال دینا ہی فن کہلاتا ہے جو براہِ راست کسی نہ کسی قاعدے، اصول، ضابطے اور ڈھنگ کا پروردہ ہوتا ہے۔ تاریخ، ادب، تہذیب، تمدن، ثقافت، ماحول، معاشرت، نظریات، مذہبی افکار اور دینی و ملی بنیادوں پر استوار موضوعات کی پیش کش کا انداز جو کوئی ادیب اپناتا ہے فن کہلاتا ہے۔ ادیب جو ہیئت اپناتا ہے اور اپنے کلام کو جس صنفِ ادب میں ڈھالتا ہے وہ طریقہ فن کہلاتا ہے۔ فکر اور فن کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

تراکیب کا استعمال

محمد وجیہ السیماعرفانی نے نعتیہ مجموعے ”میرے حضور“ میں مختلف تراکیب کو بڑے دل آویز انداز میں برت کر چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ان تراکیب کے استعمال سے کلام کی چاشنی فزوں تر ہو گئی ہے۔ ان کے ہاں اضافی تراکیب ملاحظہ ہوں: رسولِ خدا، مصدرِ کن، رفعتِ نسبت وغیرہ۔ سہ لفظی اضافی تراکیب بھی ملاحظہ ہوں: کمالِ حضرتِ خیرِ الموری، غایتِ منزلِ جبریل، جنابِ سرورِ کل۔ محمد وجیہ السیماعرفانی کے ہاں عطفی تراکیب کی نظر ملاحظہ ہوں: تاب و تب، عشق و ادب، زمان و مکاں، ہمت و توقیر، نور و بُرہان وغیرہ۔ سہ لفظی عطفی تراکیب بھی ملاحظہ ہوں: خوش خرم و دل شاد و مکرم، نعت و آسائش و تسکین وغیرہ۔

شکوہ الفاظ

شکوہ الفاظ کلام کو ادبی چاشنی کے درجے پر فائز کرتے ہیں۔ شاعر سادہ الفاظ کے انتخاب کی بجائے دقیق اور ثقیل الفاظ کو اس فنی عمدگی و سلیقے سے برتنا ہے کہ سخن میں جاہ و جلال کا عنصر در آتا ہے۔ اس حوالے سے ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کی رائے ملاحظہ ہو:

”صوتی آہنگ اور معنوی فضا کے لحاظ سے بعض الفاظ میں ایک خاص قسم کا طمطراق اور طنطنہ جھلکتا ہے جسے اصطلاح میں شکوہ الفاظ کہتے ہیں۔“^(۱)

محمد وجیہ السیماعرفانی کے کلام میں شکوہ الفاظ کا استعمال ملاحظہ ہو:

وقت کے رخش کا اُسلوبِ خرام
مصدرِ کن کی تفصیل، حضور

عربی اثرات

اردو حمدیہ قصیدے نے عربی زبان و ادب سے گہرا اثر قبول کیا ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے عربی نعت گو شعراء کی اتباع میں نعتیہ مجموعہ لکھ کر پاکستانی نعت کی روایت میں فلسفہ توحید کا مہکتا ہوا کشتِ زار اور سرسبز و شاداب گلشن آباد کیا ہے۔ مثلاً بِاعِیْنِنَا، اُنْظُرْنَا وغیرہ۔ مثال ملاحظہ ہو:

دیکھا اُنھیں بِاعِیْنِنَا

یا نبی اللہ اُنْظُرْنَا

وہ شنوائی، اُذُنْ خَیْر

سیدنا وہ محمدؐ نا

صلی اللہ ، میرے حضور

فارسی اثرات

عربی اور فارسی کا اردو زبان و ادب سے اٹوٹ رشتہ ہے۔ اردو زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ اپنے اندر سمونے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اسی لچک کے باعث اردو میں دخیل الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی نے فارسی الفاظ بڑی مہارت سے استعمال کیے ہیں جو ان کی فہم و فراست اور زبانوں کے علم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں فارسی کے الفاظ کی آمیزش کی عمدہ مثال دیکھیے:

بمیدانِ کرم ایمان و ایقانم تماشا کن

امام المرسلین یکتاست سالارے کہ من دارم

کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی ”اشارہ اور رمز“ کے ہیں۔ سید عابد علی عابد اپنی کتاب ”البيان“ میں سجاد مرزا بیگ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”کنایہ لغت میں پوشیدہ بات کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ علم بیان میں ایسے کلمے کو کہتے ہیں جس کے لازمی معنی مراد ہوں اور اگر حقیقی معنی

مراد لیے جائیں تو بھی جائز ہو۔“ (۲)

ان کا نام آیا، تو توحید کی تکمیل ہوئی

لالہ میں اسی تعلیم کی تعمیل ہوئی

استفہامیہ لہجہ

محمد وجیہ السیماعرفانی کے نعتیہ کلام میں استفہامیہ لہجہ بڑے دل آویز انداز میں پایا گیا ہے۔ استفہامیہ اُسلوب قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانے کے ساتھ ساتھ ادائے معنی کی نئی نئی جہات متعارف کرواتا ہے۔ سوال اور دریافت کا انداز جواب تلاش کرنے میں ممد و معاون ثابت

ہوتا ہے۔ شعری مثال ملاحظہ ہو:

یہ کون خیالوں کے چمن زار سے گزرا؟

کس لطف و محبت کا ہر اک لفظ و بیاں ہے؟

صنعتِ تکرار

شاعری میں ایک لفظ یا چند الفاظ کو دوہرانے کا عمل صنعتِ تکرار کہلاتا ہے۔ صنعتِ تکرار کا عمدہ استعمال کلام کو خوب صورت اور پُر زور بنادیتا ہے۔ وجہیہ نے صنعتِ تکرار کو بطریق احسن برتا ہے۔ کلام میں تاثیر، زور بیان اور خوش سلیقگی در آن اُن کی کمال ہنر مندی کا غماز ہے۔ پروفیسر نذیر احمد اس حوالے سے لکھتے ہیں:

”لفظوں کے تکرار سے کلام میں زور۔ تاثیر یا حسن پیدا کرنا۔“ (۳)

اُن کا تبسّم روشن روشن، یادیں اُن کی خوشبو خوشبو

حُسن کا پرچم نور کا ہالا، صلی اللہ علیہ وسلم

تلمیح

تلمیح میں کسی قصّے، کہانی یا واقعے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو کہ قرآنی یا تاریخی واقعہ ہو سکتا ہے۔ تلمیح کے استعمال سے کلام میں جامعیت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی تلمیح کے بارے میں لکھتے ہیں:

”زبان کے ابتدائی دور میں چھوٹے چھوٹے سادہ خیالات اور معمولی چیزوں کے بتانے کے لیے الفاظ بنائے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ انسان نے ترقی کا قدم آگے بڑھایا۔ لمبے لمبے قصّوں اور واقعات و حالات کی طرف خاص خاص اشارے ہونے لگے۔ جہاں وہ الفاظ زبان پر آئے وہ قصّے، وہ واقعے آنکھوں کے سامنے پھر گئے، ایسا ہر اشارہ تلمیح کہلاتا ہے۔“ (۴)

وہ فکر و قیاس سے بھی بالا

آدنی کے مقام پر گئے ہیں

صنعتِ تضاد

ایک دوسرے کے متضاد اور الٹ الفاظ کو طباق بھی کہا جاتا ہے۔ مولوی نجم الغنی رام پوری لکھتے ہیں:

”ایسے الفاظ استعمال میں لائیں جن کے معانی آپس میں ایک دوسرے کے فی الجملہ ضد اور مقابل ہوں۔“ (۵)

محمد وجیہ السیماعر فانی نے صنعتِ تضاد کو بکثرت اور بطریق احسن برتا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

نظامِ اول ہر مُبتدا، رسولِ امیں

متاعِ حاصل ہر منتہا، سلامِ علیک

تنسیق الصفات

نعتیہ کلام میں زور کلام پیدا کرنے کے لیے صنعتِ تنسیق الصفات کا استعمال بھی دیکھنے میں آیا ہے کیوں کہ اس صنعت میں ممدوح کی صفات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس سے نعتیہ کلام کی تاثیر فزوں تر ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے نجم الغنی رام پوری لکھتے ہیں:

”کسی چیز یا کسی شخص کا ذکر صفات متواترہ کے ساتھ کریں، خواہ وہ صفات مدح کی ہوں یا مذمت کی۔“^(۶)

سید محمد وجیہ السیماعرفانی کے ہاں صنعتِ تنسیق الصفات کا استعمال ملاحظہ ہو:

وہ وجہ نور، وہ روح وجود، جانِ رحمت

تمام نعمت واصل عطاء و رحمتِ کل

سیاق الاعداد

شعر میں اعداد و شمار کا ذکر کرنا صنعتِ سیاق الاعداد کہلاتا ہے۔ محمد وجیہ السیماعرفانی کے ہاں صنعتِ سیاق الاعداد کے استعمال سے کلام میں زور پیدا ہو گیا ہے۔ پروفیسر نذیر احمد لکھتے ہیں:

”یعنی کلام میں اعداد کا ذکر کرنا خواہ ترتیب سے خواہ بے ترتیب۔“^(۷)

محمد وجیہ السیماعرفانی کے ہاں صنعتِ سیاق الاعداد کے استعمال کی شعری مثال دیکھیے:

محبوبِ کائنات رسولِ کریم ہیں

مطلوبِ شش جہات رسولِ کریم ہیں

تجنیس زائد و ناقص

صنعتِ تجنیس زائد و ناقص میں ایک لفظ میں دوسرے لفظ کی نسبت ایک حرف زیادہ یا کم ہوتا ہے۔ جس سے فن کی صوتی اور معنوی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ پروفیسر نذیر احمد لکھتے ہیں:

”دو متجانس الفاظ میں سے ایک کا دوسرے سے ایک حرف کم یا زیادہ ہونا۔“^(۸)

وجیہ السیماعرفانی کے ہاں صنعتِ تجنیس زائد و ناقص کی شعری مثال ملاحظہ ہو:

میں روح و دل سے تصدق، ضمیر و جاں سے ثناء

مرے لیے تو ہیں ہر جا بجا، رسول اللہ

درج بالا شعر میں ”جاور بجا“ میں صنعتِ تجنیس زائد و ناقص استعمال ہوئی ہے۔

صنعتِ تثنیہ یا تحت النقاط

شعر میں صنعتِ تَحْنِیۃ استعمال کرنا محنت شاقہ اور فنی مہارتوں پر دلالت کرتا ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر نذیر احمد یوں رقمطراز ہیں:

”یہ صنعت بھی لزومِ مالا یلزم کی ایک قسم ہے۔ کلام میں ایسے الفاظ لانا کہ اُن کے سب حروف کے نقاط حروف کے نیچے آئیں۔“^(۹)

وجیہ السیماء عرفانی کے ہاں صنعتِ تَحْنِیۃ یا تحت النقط کی شعری مثال دیکھیے:

اٹھی ہے نگاہ سوئے طوبیٰ

اے قدسیو! وہ کدھر گئے ہیں

تخلیق کار کے لیے مطالعے، مشاہدے، فکر کی گہرائی و گیرائی اور محبت و عقیدت کی شدتِ کلیدی اہمیت کی حامل ہے جب کہ فن کے لیے تعمیری ہنر اور تخلیقی تجربہ کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ بیان کی سادگی مگر پُرکاری، منفرد قوافی اور زورِ بیان سے اخلاص جھلکتا ہے۔ سید وجیہ عرفانی کا نعتیہ کلام صنائعِ بدائع اور علمِ بیان و بدیع کا شاہکار ہے۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ابتدائے آفرینش سے جاری و ساری ہے۔ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگیاں نعت گوئی کے لیے وقف کر رکھی ہیں۔ وجیہ السیماء عرفانی کا نعتیہ کلام اردو ادب میں معتبر اضافہ ہے۔ قصیدے جیسا اسلوب اور نعت کے تقاضوں کی پاس داری اُنھیں صفِ اول کے ممتاز نعت گو شعراء میں مقام عطا کرتی ہے۔ یقیناً سید وجیہ السیماء عرفانی صنفِ نعت کے فروغ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی: ”تفہیم و تحسین شعر“ سنگت پبلشر، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۸۸
- ۲۔ سید عابد علی عابد: ”اصول انتقاد ادبیات“ سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۳
- ۳۔ پروفیسر نذیر احمد: ”اقبال کے صنائعِ بدائع“ آئینہ ادب، چوک مینار انارکلی لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۱۰۵
- ۴۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی: ”کشاف تنقیدی اصطلاحات“ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۷۷
- ۵۔ مولوی نجم الغنی: ”بحر الفصاحت“ (مرتب): سید قدرت نقوی، ج ۶، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۴۴
- ۶۔ ایضاً، ص ۱۸۰
- ۷۔ پروفیسر نذیر احمد: ”اقبال کے صنائعِ بدائع“، ص ۷۶
- ۸۔ ایضاً، ص ۴۸
- ۹۔ ایضاً، ص ۸۶

References

1. Abu Al-Aijaz Hafeez Siddique: "Tafheem u Tahseen Sheer" Sangat Publisher, Lahore, 2006, p. 88.
2. Syed Abid Ali Abid: "Usool Intiqad Adbiyat" Sangemail publications, Lahore, 1997, p 263.
3. Professor Nazir Ahmed: "Iqbal Ke Sana o Badao" Aiyana Adab, Chock Minar Anarkali Lahore, 1966, p. 105.
4. Abu Al-Aijaz Hafeez Siddique: "Kashaf Tanqeedi Islahat" Muqtadirah Qoumi Zaban, Islamabad, 1985, p. 47.

5. Moulvi Najam al Ghani: “Bahar al Fasahat”, Murtib: Syed Qudrat Naqvi, Vol: 6-7, Majlis Taraqi Urdu, Lahore, 2007, p. 144.
6. Ibid, p. 180.
7. Professor Nazir Ahmed: “Iqbal Ke Sana o Badao”, p 76.
8. Ibid, p. 48.
9. Ibid, p. 86.